# حضرت الغازی

## مجاہد فی سبیل اللہ سنوسی اعظم

کے

تیس (۳۰) سالہ

"عظیم الشان کارنامے"

ناشر

علامہ توفیق شریف
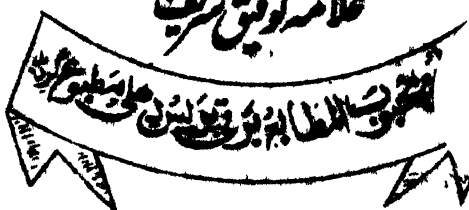
بسم اللہ الرحمن الرحیم

# حضرت مجاہد اعظم غازی فی سبیل اللہ بطل الاسلام زعیم افریقیہ الشیخ السید احمد الشریف السنوسی الخطابی الحسنی کے تمیس سالہ عظیم الشان کارنامے

(⁂)

سادات سنوسیہ کو وسط افریقہ اور مغربی افریقہ میں جو مذہبی نفوذ اور دینی اقتدار حاصل ہے اس کی تفصیل سے قلم قاصر اور بیان عاجز ہے لیکن چونکہ اصولاً اس مقدس طریقہ کی تعلیمات میں امور سیاسیہ میں مداخلت کی اجازت نہیں ہے اس لئے اسلام کی یہ عظیم الشان طاقت مسلمانان عالم کی نظر سے عرصہ تک اوجھل رہی۔ اور سب سے پہلے اس گروہ کی روشناسی کی تقریب حضرت غازی اعظم کی مجاہدانہ زندگی ہوئی جس کی ابتداء سنہ ۱۳۲۰ھ سے ہوتی ہے جبکہ حکومت فرانس نے بلاد سوڈان میں قدم جمانے کا تہیہ کیا تھا۔ اس وقت سنوسی پیشوائے اعظم نے عیسائیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا، تمام قبائل سمٹ کر آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔ اور ان حالات کے مطابق لشکر کو ترتیب دیکر فرانسیسی غاصب حکومت کیساتھ ساتھ جنگ کی بے پایاں گہرائی میں پھاند پڑے، اور ٹومبکٹو (Timbuktu) سے لے کر بحیرۂ تشاد (Chad) تک ایک طویل محاذ جنگ پر پیہم جنگی کوششوں کو کامل ۱۶ سال تک جاری رکھا، اس عرصہ میں فرانسیسی فوج اندرون ملک کی جانب ایک میل بھی پیش قدمی نہ کر سکی، مجاہدین نے اس قدر بے جگری کیساتھ مقابلہ کیا کہ فرانسیسیوں کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ اس ہولناک جنگ میں مجاہدین کی کمان

حضرت غازی اعظم ہی کے ہاتھ میں تھی موصوف نے اپنے مستقر سے کابل دو ماہ کی مسافت قطع کرکے اس جہاد کا آغاز کیا تھا اور جس وقت ٹرکی میں دستوری حکومت قائم ہوئی قانون اساسی کا اعلان ہوا اور سلطان محمد رشاد خاں مرحوم کو منصب خلافت تفویض ہوا تو بارگاہ خلافت سے سنوسی اعظم کو تحریری حکم ملا کہ جہاد سے دستکش ہوکر اپنے وطن کو واپس جاؤ اور خطوط جنگ وکتور عثمان بک نامی شخص کے چارج میں دیدو چنانچہ حضرت سید سنوسی نے بادل ناخواستہ خلیفۃ المسلمین کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے عثمان بک کو اپنی خدمات منتقل کیں اور خود عازم وطن ہوئے میدان جنگ سے حضرت سنوسی کی مراجعت نے مجاہدین کے حوصلے پست اور ولولے سرد کردیئے اور نتیجہ وہی ہوا جس کا خطرہ لاحق تھا یعنی بددلی کے عالم میں مجاہدین منتشر ہونا شروع ہوئے مقابلہ کمزور پڑا اور تھوڑے ہی دن میں فرانسیسیوں نے اس تمام علاقہ پر قبضہ کرلیا ۱۲ سال کے طویل عرصہ میں جس کے ایک چپے پر قابض ہونے سے قاصر تھے۔

فرانسیسی جنگ پر پورے دو سال بھی نہیں گزرے تھے کہ حکومت اٹلی نے طرابلس الغرب کو ہضم کرنے کے لئے اپنی پیادہ اور سواروں کی فوج سے دھاوا بول دیا۔ اٹلی طرابلس آسانی سے اتر جانے والا لقمہ سمجھتی تھی اس کا خیال تھا کہ اس زرخیز خطہ پر بآسانی قبضہ ہوجائے گا۔ اور کوئی دشواری پیش نہ آئے گی لیکن یہاں بھی توقع کے خلاف سنوسی مجاہدین کی آہنی دیوار سے اس کو ٹکرانا پڑا۔ سنوسیوں نے حضرت مجاہد اعظم کی زیر قیادت مجاہدین طرابلس کا لشکر جرار تیار کیا جس میں ہر چہار طرف سے رضاکار آ آکر شامل ہونے لگے اس لشکر کی کمان شہید انور پاشا مرحوم غازی مصطفےٰ کمال اور مجلس ملیہ کے صدر اعظم فتحی بک جیسے ماہرین جنگ کے ہاتھ میں تھی ان مجاہدین نے نہایت جانبازانہ مقابلہ کیا اور اطالوی فوج کے چھکے چھڑا دیئے یہاں تک کہ حکومت عثمانیہ اور حکومت اٹلی کے مابین صلح نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے ترکی فوج اپنے ساز و سامان اور افسروں کے

ساتھ میدان سے واپس آگئی۔ اور تنہا حضرت سنوسی جنگ کی تمام ذمہ داری کے متحمل ہوئے
آپ نے جماعت مجاہدین میں صبر و ثبات کی ...... تازہ روح پھونک کر پوری قوت
کے ساتھ جنگ کو جاری رکھا، حق تعالیٰ نے اپنے کمزور بندوں کے مخلصانہ جہاد کے
صلہ میں ہر معرکہ میں مجاہدین کی دستگیری فرمائی اور اعدائے دین کو ہزیمت نصیب
ہوئی۔ ہر مرتبہ مجاہدین حملہ کرکے دشمن سے بے شمار غنیمت سامان جنگ، رسد اور فوجی
وردیاں وغیرہ حاصل کرتے رہے۔ اور فتح و ظفر کا یہ سلسلہ خدا کے فضل سے برابر جاری
رہا، اور جنگ پوری طاقت اور کمال نشاط کے ساتھ قایم رہی یہاں تک کہ عالمگیر جنگ
یورپ چھڑ گئی اور چودہ سال کے طویل عرصہ سے آجتک فدائیان طرابلس اعدائے اسلام
کے مقابلہ میں صف آرا ہیں حضرت سید سنوسی نے اس عظیم الشان مجاہدہ کے لئے اہل
ملک سے تقریباً چار لاکھ پونڈ قرض لئے اور اپنی تمام جائداد و املاک رہن کرکے بدل رہن
کو جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کر دیا۔ حضرت سید سنوسی کا ذاتی سرمایہ جو جہاد طرابلس
وغیرہ میں صرف فرما چکے ہیں ایک لاکھ پونڈ سے زیادہ ہوتا ہے۔ تاہم جنگی مصارف
کی ہمہ گیر وسعت کی وجہ سے آغاز سے انتہائے جنگ یورپ تک مجاہدین نے تنگدستی
افلاس، اور فاقہ کشی کی وہ تکالیف برداشت کی ہیں جن کا کبھی انسان کے دل پر خطرہ
بھی نہیں گزر سکتا، ہاں! اس اثنا میں مجاہدین پر گیارہ مہینے ایسے بھی گذرے ہیں جب کہ
از قسم غذا ایک حبہ بھی ان کے ہاتھ میں نہ تھا، اور درخت کا گودا اور گھانس پر گذارا
کیا۔ اور قحط و مصیبت کے زمانہ میں ایک سال ایسا بھی آیا جس نے تمام چوپائے بکری
گائے، گھوڑے، اور اونٹ فنا کر دیئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس سرزمین میں
آئندہ ہمیشہ کے لئے کھیتی اور حیوانی نسل کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس سال مجاہدین نے
بھوک کی تکلیف سے تنگ آکر گدھے گھوڑے اور مردہ جانوروں کی بوسیدہ ہڈیوں کو
ابال کر اس طرح کھایا جیسے کوئی بہتر سے بہتر لذیذ غذا استعمال کی جاتی ہے۔ ان تمام

مصیبتوں کے باوجود انہوں نے ہمت نہ ہاری دوسروں کی ہمت بڑھائی اور ایسا جم کر مقابلہ کیا کہ دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا پامردی کا مقابلہ آسایش اور فارغ البالی کے زمانہ میں نہیں کیا تھا حکومت اٹلی ایسے نازک وقت میں بھی خدا کا فضل ہے کہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی۔ یہانتک کہ حق تعالے نے باران رحمت کا نزول فرمایا خشک سالی رفع ہوئی اور زمین کا ایک ایک چپہ سرسبز و شاداب ہو گیا اہل طرابلس اور مجاہدین کو آسایش اور فارغ البالی میسر ہوئی اور بھوک و قحط کا اثر زائل ہوا۔ اور وقت تھا کہ نئی امنگ اور تازہ جوش و خروش کے ساتھ مجاہدین اپنے محبوب مذہبی رہنما کے زیر علم دشمن سے فیصلہ کن مقابلہ کریں کہ اتنے میں خلیفۃ اعظم کا ایک فرمان حضرت سید سنوسی کو موصول ہوا جس میں آپ کو دار الخلافہ میں حضرت خلیفۃ المسلمین کی زیارت کے لئے طلب کیا گیا تھا آپ نے حضرت خلیفہ کی دعوت پر لبیک کہی اور تحت البحر (آبدوز کشتی) میں سوار ہو کر آسٹریا کی حکومت میں پہنچے اور وہاں سے قسطنطنیہ تشریف لے گئے جہاں آپ کا دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں سے زیادہ پرشوکت و شاندار استقبال کیا گیا۔ لیکن خدا کی اس میں کوئی حکمت تھی کہ حضرت سید کے دار الخلافہ میں پہنچنے سے پہلے ہی خلیفہ محمد رشاد وفات پا چکے تھے آپ کے پہنچنے پر سلطان وحید الدین خلیفہ مقرر ہوئے چنانچہ نصب خلیفہ کے مراسم کے سلسلے میں خلافت کی تلوار حضرت سید سنوسی ہی نے اپنے دست مبارک سے سلطان وحید الدین کے زیب کمر کی۔ اور آپ خلیفہ کے نہایت معزز و مکرم مہمان کی حیثیت میں رہے۔ خدا کی قدرت کہ آپ نے طرابلس کی طرف مراجعت کا قصد کیا ہی تھا کہ جنگ کا نقشہ پلٹ گیا اور دولت عثمانیہ کے لئے میدان جنگ میں بد سے بدتر صورت پیدا ہو گئی مختلف محاذوں پر حکومت عثمانیہ کی فوج کو پے در پے ہزیمتیں ہوئیں اور اسی ہزیمت کی صورت میں عارضی صلح ہو گئی۔ اور ترک شکست خوردہ اپنے اکثر علاقوں سے تہیدست میدان جنگ سے

واپس ہوئے۔ تھوڑے دن کے بعد اتحادیوں نے دارالسلطنت پر فوجی قبضہ کر لیا'
اس وقت چند مخلصین نے حضرت سید کو بروصہ تشریف لے جانے کا مشورہ دیا
آپ وہاں تشریف لے گئے اور کچھ روز قیام کیا تھا کہ یونان نے ازمیر پر قبضہ کر کے
بروصہ کی طرف پیش قدمی کی' اس وقت احرار ترک اپنے وطن کی آزادی کے مسئلہ میں
غور و خوض کر رہے تھے کہ کیونکر اس بلا سے جو ہر طرف سے ان پر اور اُن کے وطن پر محیط
ہے رستگاری حاصل کیجائے۔ اسی سلسلے میں جماعت احرار نے حضرت سید سنوسی
سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے بلا پس و پیش ان کی دعوت کو قبول فرمایا اور "عسکی"
شہر میں جا کر اُن سے ملاقات کی' اور جمعیۃ وطنیہ کی اسکیم پر اپنی موافقت کا اظہار
فرمایا۔ اور اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اُن کی ہمت بڑھائی۔ اور محض خدا کے
فضل سے پوری کامیابی کا یقین دلایا۔ اور اس وقت حضرت سنوسی کے مشورے
اور تائید کے بعد اناطولیہ کی مشہور تحریک منصۂ ظہور پر آئی جس کے لئے راستہ صاف
کرنے کی اہم ذمہ داری کو حضرت سید نے اپنے مذہبی نفوذ و اثر کو کام میں لا کر پورا
فرمایا۔ ترکی اور کردی لیڈروں اور اناطولیہ کے مذہبی طبقہ کے دلوں میں جو شیخ کی
غیر معمولی مذہبی عظمت قایم ہے نہ وہ کم ہو سکتی ہے اور نہ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے
حضرت شیخ نے قونیہ میں بیٹھکر بے شمار اعلانات شائع کئے اور وعظ و تلقین کے ذریعہ اتحاد
اتفاق اور مجلس کبیر وطنی اور بالخصوص مصطفےٰ کمال پاشا کی تائید پر آمادہ کرتے رہے اور
جس وقت ضرورت پیش آئی اناطولیہ کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک
سخت ترین موسم سرما میں سفر کیا' اور مشرقی اناطولیہ میں اجنبی پروپیگنڈے کی وجہ سے
(جس میں خلیفہ وحید الدین ایک غیر ذمی حس آلہ کی طرح استعمال ہو رہا تھا) جو مسلمانوں
میں ایک عام ہیجان مصطفےٰ کمال اور ان کی مجلس کے خلاف پیدا ہو گیا تھا اس کو فرد
کرنے میں مصروف رہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس نازک موقعہ پر حضرت سید سنوسی نے

احرار ترک کی تائید کرکے اور ترکی و کردی کے کلمہ کو جمع کرکے دُنیائے اسلام کی وہ عظیم الشان خدمت انجام دی ہے جس کو تاریخ ہمیشہ اپنے صفحات میں محفوظ رکھے گی۔ مصطفےٰ کمال پاشا نے دو دفعہ حضرت سنوسی کو منصب خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا' اور خلیفۃ المسلمین کی حیثیت میں حضرت سید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوئے' لیکن اس مجاہد اعظم نے جسکو دنیا اور اس کے ناپائیدار مناصب کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے یہ کہکر صاف و صریح الفاظ میں انکار کر دیا کہ کیا تم نیکی کے پردے میں میرے ساتھ برائی کرنا چاہتے ہو' اگر اس منصب کو جس کا میں کسی طرح اہل نہیں ہوں قبول کرلوں تو دنیائے اسلام کیا کہے گی' یہی کہا جائے گا کہ میں نے تمہاری طرفداری اور حمایت اعلائے کلمۃ اللہ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے نہیں کی ہے بلکہ محض خلافت کی محبت اور اس جلیل القدر منصب کے حاصل کرنے کی طمع میں میں نے یہ سارے جتن کئے ہیں۔ میں اپنے حقیر کاموں کے اجر کو خدا کے نزدیک اور حسن صنع کو لوگوں کے نزدیک ضائع کرنے کو ہرگز تیار نہیں ہوں۔ حالانکہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اور جہاں تک تمہارا ساتھ دیا ہے وہ اشارہ الٰہی کے ماتحت محض مسلمانوں کی تائید کے لئے کیا ہے' کہ ایک طاقت ور اسلامی دولت کی جس نے مسلسل چھ صدی تک ناموس خلافت کی حفاظت کی ہے سب مل کر مدد کریں اور دنیا میں اپنے عظمت و جلال کو باقی رکھیں۔ لیکن میں اپنی اس کوشش کا عوض تم سے نہیں خدا سے چاہتا ہوں' تم سے میری صرف ایک خواہش ہے کہ مجھکو میرے ملک واپس کردو' اور اس سفر کے لئے ضروری اسباب اور سہولت بہم پہنچادو' تاکہ میں اپنے طرابلسی بھائیوں کے ساتھ شریک جہاد ہو جاؤں جو چھ سال گزر جانے کے بعد بھی اسی طرح جہاد میں مشغول ہیں جس حالت میں میں اُن کو چھوڑ کر آیا تھا۔"

مصطفےٰ کمال اور اُن کے رفقاء نے جس طرح ابتداء تحریک میں منصب خلافت کو حضرت سید صاحب پر پیش کیا تھا اسی طرح دوسری دفعہ کامل فتحیاب ہونے کے

بعد بھی پیش کیا اور حضرت سید سنوسی نے دوسری دعوت کو بھی پہلی خواہش کیطرح مسترد کر دیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ترکی سلطنت میں ایک عجیب انقلاب رونما ہے۔ جو ہنوز اپنے آخری نقطہ تک نہیں پہنچا ہے اس حالت کو دیکھتے ہوئے حضرت سید سنوسی کو وطن واپس جانے کی خواہش سے دست کش ہونا پڑا۔ اور مایوس ہو کر سفر حجاز کی اجازت طلب کی جبکہ سلطان ابن سعود کا حجاز پر قبضہ ہو گیا تھا۔ مایوسی کی وجہ یہ ہے کہ ترک حضرت سنوسی کو طرابلس پہنچا کر یا اس مسئلہ میں کسی قسم کی مدد دے کر اٹلی کو ناخوش کرنا نہیں چاہتے کیونکہ اٹلی ترکی کی حلیف ہے اور اٹلی و یونان کی باہمی عداوت موروثی و تاریخی ہے۔ اور اسی عداوت نے اٹلی کو ترکی سے قریب کیا ہے اس وجہ سے ترکوں کے لئے ناممکن ہے کہ وہ کوئی ایسا قدم اٹھائیں جس سے ان کے اور اٹلی کے باہمی تعلقات ناخوشگوار ہوں۔

حکومت اٹلی نے حضرت سید سنوسی سے مفاہمت کی بارہا سلسلہ جنبانی کی ہے لیکن اس مجاہد فی سبیل اللہ نے کوئی صورت اس عدو غاصب کے ساتھ اتفاق و مفاہمت کی نہیں دیکھی۔ آخری مرتبہ قبل اس کے کہ سید حجاز کا سفر کریں مرسین میں حکومت اٹلی نے شاہی خاندان کے ایک معزز رکن کاؤنٹ کاپرین کو ترکی حکومت کی سفارش کے ساتھ سید سنوسی کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت سید ملاقات کے لئے تیار نہ تھے لیکن ترکی حکومت کی درخواست پر آپ نے ملاقات کا موقع دیا۔ اس ملاقات میں کاؤنٹ کاپرین نے کہا کہ ہماری حکومت اٹلی اس کے لئے آمادہ ہے کہ وہ آپ کو پچاس لاکھ پونڈ لیرا طلیانی (اٹلی کا سونے کا سکہ) بطور تاوان کے پیش کرے اور یہ کہ آپ کو طرابلس الغرب کا امیر تسلیم کرے اور ایک جنگی جہاز پیش کرے جو آپ کو جدہ پہنچائے اور آپ فریضہ حج ادا کر کے اسی جہاز پر طرابلس واپس پہنچیں۔ اس کے مقابلہ میں آپ جہاد ختم کر دیں۔ قبایل کو واپس کر دیں۔ اور

باقاعدہ فوج کو جو محاذ پر موجود ہے منتشر کر دیا جائے حضرت سید نے یہ کہکر صاف وصریح انکار کر دیا کہ ملک میرا نہیں ہے۔ جو میں اس کا بھاؤ کر دوں طرابلس اہل طرابلس کا ہے اگر وہ تم سے راضی ہوں تو میں بھی انہیں میں کا ایک فرد ہوں۔ اور اگر وہ انکار کریں اور تم سے لڑیں اور آخر دم تک لڑنے پر تلے رہیں تو میں ان کو اس فیصلہ کے خلاف مجبور نہیں کر سکتا۔ اس دوڑ دھوپ کے بعد ناکامی و نامرادی کے ساتھ واپس ہوا اور یہ مجاہد کبیر لق و دق صحرا اور چٹیل میدانوں کو اونٹ کی پیٹھ پر قطع کرتا ہوا اور ان مشکلات کو آہن پوش جہازوں کے پر سکون سفر پر ترجیح دیتا ہوا حجاز مقدس پہنچا۔ یہ اس غازی فی سبیل اللہ کی غیرت کا تقاضا تھا کہ دشمن کا منت پذیر نہ ہوا۔ اور صحرائے شام میں ایک مہینے کے مسلسل سفر کو برداشت کیا۔ کیونکہ اور تمام راستے اور ذرائع سفر کو اپنے لئے مسدود پایا۔ خدا کا شکر ہے کہ بعافیت مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں داخل ہوئے اور فریضۂ حج ادا کر کے خدا کے حرم میں آسائش و راحت کے ساتھ سلطان ابن سعود کے مہمان خاص کی حیثیت میں مقیم ہیں۔ سلطان ابن سعود نے حضرت سنوسی اعظم کے لئے فرائض میزبانی کو جس خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے وہ مستحق صد آفرین و تحسین ہے، جزاہما اللہ خیر الجزا۔ حضرت سید بیت اللہ کے جوار میں غیبی امداد کے منتظر ہیں۔ حق تعالیٰ غیب سے وہ اسباب مہیا فرمائے جو سلامتی کے ساتھ آپ کو آپ کے اہل و عیال تک پہنچانے کے ذریعہ ثابت ہوں جن کی نظروں سے آپ مسلسل چودہ سال سے اوجھل ہیں اور آپ مجاہدین میں جلد از جلد پہنچ سکیں۔ جن کی انتہائی آرزو یہ ہے کہ آپ کے مقدس وجود کو اپنی صفوں میں موجود پائیں۔

اس وقت اس مجاہد اعظم کے لئے تمام راستے منقطع ہیں، فرانس آپ کا قدیمی اور سخت ترین دشمن ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ آپ کا طرابلس پہنچنا اس کی نو آبادیوں ٹیونس، الجزائر، سوڈان کے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اور اٹلی کا تو ذکر ہی کیا ہے

جس کے مقابلہ میں آپ کے رفقاء چودہ سال سے ثابت قدم ہیں طرابلس میں لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا ہے۔ وہ انتہائی ہولناکیوں کے ساتھ جاری ہے۔ اور خدا نے چاہا تو یہ آگ اس وقت تک نہیں بجھے گی جب تک کہ اٹلی کی فوجی طاقت کو پیچھے دھکیل نہ دیا جائے۔ اور طرابلس کے ایک ایک چپہ سے ان کو نہایت ذلیل و خوار حالت میں نکال نہ دیا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ اٹلی جیسی حکومت اپنی چودہ سال کی پیہم جدوجہد میں بجز چند ساحلی مقامات اور اندرون ملک میں چند میل کے سوا ر کسی حصہ پر قابض نہ ہو سکی۔ جب کبھی کوئی معرکہ پیش آتا ہے خدا کی مدد مجاہدین کے شامل حال ہوتی ہے۔ لیکن مجاہدین کے پاس سرجری کے آلات اور تندرستی کے لئے ضروری اسباب کی نمایاں قلت ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے زخمی جام شہادت نوش کرتے ہیں۔ اور اکثر زیادہ عرصہ تک بستر علالت پر پڑے رہتے ہیں اور صحتیاب ہونے پر بھی بہت کم دوبارہ شرکت جہاد کے قابل ثابت ہوتے ہیں۔ مجاہدین طرابلس کے صحیح حالات دنیائے اسلام تک نہیں پہنچتے۔ کیونکہ ان کے پاس ذرائع خبر رسانی نہیں ہیں۔ اس لئے دشمن کو موقع ملتا ہے کہ وہ واقعات پر پردہ ڈالے۔ اور جس واقعہ کو ظاہر کرے اس کو اپنی مرضی کے مطابق مسخ کر کے دنیا کے سامنے پیش کرے۔ دنیائے اسلام میں مجاہدین طرابلس ہی کی وہ جماعت ہے جو باوجود اپنی بے سروسامانی کے اس قدر طویل عرصے سے مصروف جہاد ہے۔ اور اس کو اس فریضۂ مذہبی کے ادا کرنے کے علاوہ کسی چیز کا خیال نہیں ہے۔ دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ مجاہدین طرابلس کے معاملہ میں دنیائے اسلام بالخصوص مسلمانان ہند کی سرد مہری تعجب سے خالی نہیں ہندوستان کے مسلمان اپنے صدق عزیمت اخلاص نیت اور مسارعت الی الخیر کی تمام دنیائے اسلام پر دھاک بٹھا چکے ہیں۔ اور بہت سے اسلامی اجتماعی

مسائل میں ان کو پیش روی کا شرف حاصل ہے، خلافت کی مدد کی، مظلومین سمرنا کی دستگیری کی، مسجد اقصیٰ کے لئے گرانقدر چندہ جمع کیا، اور اس قسم کی بیسیوں مشاریع راسکیم خیر ہیں جس میں ہندوستان کے مسلمانوں نے بیش از بیش حصہ لیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے طرابلسی بھائیوں کے لئے ہمت نہ کریں گے۔ یہ وقت ہے کہ مسلمانوں کا دولتمند طبقہ اپنے مذہبی فرض کو پہچانے اور جس قدر جلد ممکن ہو حضرت مجاہد اعظم غازی فی سبیل اللہ السید احمد الشریف السنوسی ایدہ اللہ والغازہ کو طرابلس الغرب پہنچانے کی کامیاب سعی کرے۔ اور عام مسلمان مجاہدین طرابلس کو فراموش نہ کریں جو شخص کسی غازی کی مدد کرتا ہے حق تعالےٰ اس غازی کے برابر اس کو اجر دیتا ہے وما توفیقی الا باللہ۔

قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات جو مجاہدین یا اُن کی مدد کرنے والوں کے فضائل اور اجر و ثواب کے بیان میں وارد ہیں بیان کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے تاہم چند آیات و احادیث ذکر کی جاتی ہیں تاکہ مسلمین قانتین اور مومنین مخلصین کے لئے مشعل راہ ہوں اور ان کی روشنی میں وہ عین الیقین تک بغیر کسی تردد و تامل کے پہونچ سکیں۔

| | |
|---|---|
| مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ | جو لوگ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں |
| کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل | ان کے نفقات کی مثال اُس دانہ کی طرح ہے جو سات |
| سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء | بالیں اُگائے اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اور |
| (البقرہ ۲۵۶) | اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اُس سے بھی بڑھائے۔ |
| الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ | جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستہ |
| باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ | میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اللہ کے |
| واولئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم | نزدیک درجہ میں بہت بڑے ہیں۔ اور یہی پورے |

برحمة منه ورضوان وجنّٰت لهم فيها نعيم مقيم خالدين فيها ابدا ان الله عنده اجر عظيم ۝

(توبه ۶ ۳)

کامیاب ہیں۔ اُن کا پروردگار اُن کو اپنی رحمت اور رضامندی اور ایسے باغوں کی خوش خبری دیتا ہے کہ جن میں ان کیلئے دائمی نعمت ہوگی اور انہیں ہمیشہ رہیں گے۔ بےشک اللہ تعالےٰ کے پاس بڑا اجر ہے ۔

---

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصدقات ظل فسطاط فی سبیل الله و منحة خادم فی سبیل الله او طروقة فحل فی سبیل الله (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقات میں سے بہترین صدقہ ایک خیمہ ہے جو مجاہدین کو سایہ حاصل کرنے کے لئے دیا جائے یا مجاہدین کو خدمتگار دیدیا جائے یا جوان اونٹنی مجاہد کو دیدیجائے ۔

---

وقال صلعم من انفق نفقة فی سبیل الله کتب له بسبع مائة ضعف (ترمذی)

اور حضور نے فرمایا کہ جو شخص جہاد میں کوئی چیز خرچ کرے اس کا ثواب سات سوگنا لکھا جاتا ہے ۔

---

وقال صلعم من لم یغز ولم یجهز غازیا او یخلف غازیا فی اهله بخیر اصابه الله بقارعة قبل یوم القیمة (ابوداؤد)

اور حضور نے فرمایا کہ جس نے نہ خود جہاد کیا اور نہ کسی مجاہدین کو سامان جہاد دیا اور نہ کسی غازی کے اہل وعیال کی خبرگیری کی تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اسپر کوئی مصیبت ڈالدیگا۔

---

وقال صلعم من جهز غازیا فی سبیل الله فقد غزا ومن خلف غازیا فی اهله فقد غزا (بخاری ومسلم)

اور حضور نے فرمایا کہ جسنے غازی فی سبیل اللہ کو سامان جہاد دیا اُسنے خود جہاد کرنے کا ثواب حاصل کرلیا اور جسنے کسی غازی کے اہل وعیال کی خدمت کی اُس نے جہاد کا ثواب حاصل کرلیا۔

---

وقال صلعم لیدخلن بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة صانعه یحتسب فی عمله الخیر والرامی به والممد به

اور حضور نے فرمایا کہ ایک تیر کی وجہ سے تین شخص جنت میں داخل ہونگے ایک تو بنانیوالا جو نیک نیتی سے (جہاد کے لئے) بنائے دوسرا اسکو چلانیوالا۔ تیسرا چلانیوالے کے ہاتھ میں دینے والا

---

وقال صلعم من مات ولم یغز ولم یحدث به نفسه بالغزو فقد مات میتة جاهلیة

اور حضور نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح انتقال کرے کہ نہ اُسنے جہاد کیا ہو اور نہ اس کے دل میں جہاد کا خیال آیا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا ۔

| | |
|---|---|
| مثل المومنین فی توادھم وتعاطفھم | اور حضور نے فرمایا کہ باہمی مودت اور مہربانی اور |
| وتراحمھم کمثل الجسد اذا اشتکی منہ | رحم دلی میں مسلمانوں کی حالت ایک جسم کی طرح ہے کہ |
| عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر | جب کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہو تو تمام جسم کے اعضاء |
| والحمی | اسکی وجہ سے بیداری اور بخار میں رہتے ہیں ۔ |

وفی ھذا القدر کفایۃ

---

الفقیر ۔ سید توفیق شریف

# صدر العلماء حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ

## صدر جمعیۃ علماء ہند کی تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت غازی اعظم مجاہد اکبر زعیم افریقہ الشیخ السید احمد السنوسی متعنا اللہ ببرکاتہ وفیوضہ کے نام نامی سے اکثر اہل ہند واقف ہیں۔ مگر اُن کے جہاد فی سبیل اللہ کی تفصیلی کیفیت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے عملی اعانت میں کوئی سرگرمی نہ کر سکتے تھے۔ علامہ سید توفیق شریف نے حضرت غازی اعظم کی مجاہدانہ مساعی کا مختصر مجمل سا خاکہ پیش کرکے مسلمانان ہند کی معلومات میں کافی اضافہ کر دیا ہے۔ حضرت علامہ سید توفیق شریف کو مولانا محمد عبد الحلیم الصدیقی و مولانا محمد عرفان صاحب نے مکہ معظمہ کی حاضری کے موقعہ پر حضرت غازی اعظم کی خدمت میں دیکھا اور حضرت غازی اعظم کی مخصوص عنایات و اعتماد کا مظہر اتم پایا تھا۔ مجاہد فی سبیل اللہ کی مالی اعانت اور طرابلسی بھائیوں کی امداد یتامیٰ و بیوگان و مجروحین کی دستگیری کی فضیلت ان آیات و احادیث سے ثابت ہوتی ہے جو اس تحریر کیساتھ علامہ نے ذکر فرما دی ہیں۔ مجھے اپنے ہندوستانی بھائیوں سے اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں ہے کہ اگر گھر بیٹھے جہاد فی سبیل اللہ کا اجر حاصل کرنا چاہیں تو یہ اس کے لئے بہترین موقعہ ہے۔ واللہ الموفق

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی

# رسالہ سلیمانیہ

مصنفہ
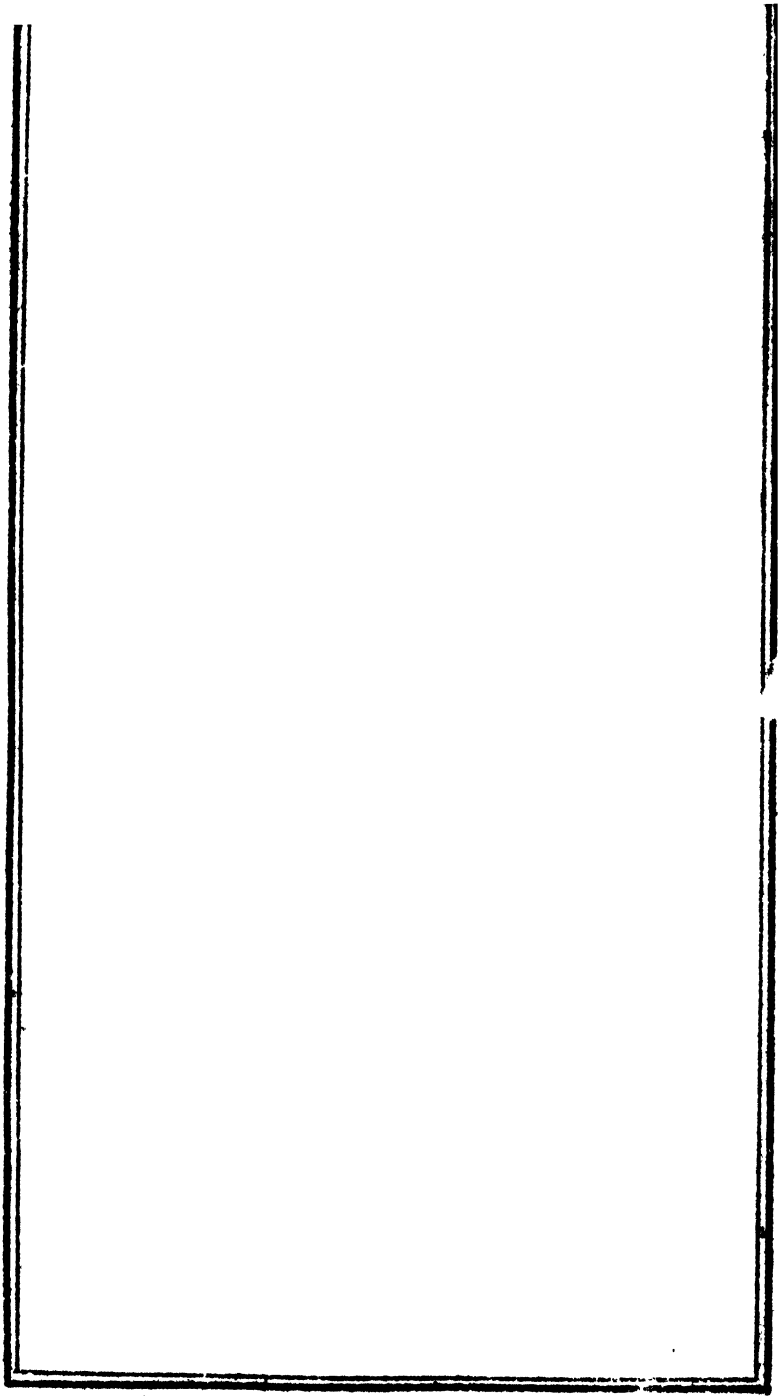
سلیمان بن عبدالوہاب نجدی

بفرمائش

مولانا عظیم الدین اشرف صاحب بپیار

باہتمام

حامد حسن علوی دبیر کامل

در نیر پریس پاٹانالہ لکھنؤ طبع شد

یہ کتاب ترجمہ کے ساتھ شایع ہوئی
تھی مگر اب ترجمہ سے علاحدہ کر کے
شایع کی جاتی ہے۔ ترجمہ الگ ہے
جو نیاز مند سے مل سکتا ہے۔

عظیم الدین اشرف